تذکرہ حضرت امیر الہندؒ

اور لائق تقلید عالی صفات

از: مفتی محمد ابراہیم قاسمی مراد پوری

تذکرہ حضرت امیر الہندؒ اور لائق تقلید عالی صفات

از: مفتی محمد ابراہیم قاسمی مراد پوری

بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رُت ہی بدل گئی
اک شخص سارے جہاں کو ویران کر گیا

تعارف

آپ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہٗ کے داماد محترم، دار العلوم دیو بند کے محدث، سابق نائب مہتمم اور تا وفات کل ہند مجلسِ تحفظ ختم نبوت کے ناظم، جمعیۃ علماء ہند کے صدر، دار العلوم دیو بند کے معاون مہتمم اور چوتھے امیر الہند تھے۔

شرافت ونجابت

اللہ رب العزت والجلال نے آپ کو عالیٰ حسب ونسب اور سلالۂ نبوت کا فرد فرید بنا کر پیدا فرمایا، آپ شریف الحسب اور کریم النسب ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے خاندان کی شرافت اور نجابت کے امین بھی تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو حسن و جمال، فضل وکمال، شرافت ونجابت اور تقوی وطہارت کے ساتھ بہت سی ظاہری و باطنی خوبیوں اور حسن تربیت ونظم ونسق کی اعلیٰ صلاحیت سے نوازا تھا۔

ولادت باسعادت

آپ کا وطن منصور پور ضلع مظفر نگر ہے جہاں ۱۲/اگست ۱۹۴۴ء کو سادات کے ایک معزز گھرانے میں آپ پیدا ہوئے۔

آپ کے والد ماجد

آپ کے والد ماجد جناب سید محمد عیسی صاحب رحمۃ اللہ علیہ منصور پور ضلع مظفر نگر میں آباد خانوادۂ سادات سے تعلق

رکھنے والے ایک صالح، بڑے رئیس اور متمول، مگر متقی اور پابندِ شریعت شخص تھے، خلافِ شرع امور کے لیے ان کی طبیعت میں کوئی گنجائش نہ تھی، اور آپ کے اندر اپنی اولاد کو علم وعمل سے آراستہ کرنے کا بے پناہ جذبہ تھا، اسی کی خاطر اپنا وطن چھوڑ کر دیوبند میں اقامت اختیار فرمائی۔ ۱۹۶۳ء میں دیوبند ہی میں آپ کا انتقال ہوا، اور اکابر کے جوار میں مزارِ قاسمی میں مدفون ہوئے۔

آپ کا تعلیمی سفر

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے وطن منصور پور میں حاصل کی اور حفظِ کلام اللہ حضرت والد مرحوم کی نگرانی میں مدرسہ حسینیہ منصور پور میں مکمل کیا، پھر فارسی درجات سے دورۂ حدیث شریف تک مکمل تعلیم مادرِ علمی دارالعلوم دیوبند میں حاصل کی، آپ ہمیشہ امتیازی نمبرات سے کامیاب ہوتے رہے، اور ۱۹۶۵ء-۱۳۸۵ھ میں دورۂ حدیث شریف کے سالانہ امتحان میں اول پوزیشن حاصل کی۔

وصف ''قاری''

۱۹۶۶ء میں شیخ القراء حضرت قاری حفظ الرحمٰن صاحبؒ اور حضرت قاری عتیق احمد صاحبؒ سے تجوید وقرأت سبعہ عشرہ میں مہارت حاصل کی اور اس فن میں اتنا کمال حاصل کیا کہ ''قاری'' کا وصف آپ کے نام کا جزو بن گیا۔ اور پھر وہی وصف آپ کے دیگر اوصاف والقابِ علمیہ پر غالب آ گیا، اور عوام وخواص سب آپ کو ''قاری صاحب'' کہنے لگے؛ حالاں کہ آپ جید قاری اور مقری ہونے کے ساتھ ساتھ فقیہ، محدث اور متبحر عالم ربانی تھے۔

عربی ادب میں مہارت

عربی زبان وادب میں ادیبِ اریب حضرت مولانا وحید الزماں صاحب کیرانویؒ کی درس گاہ سے کسب فیض کیا اور ادبیت وعربیت میں خوب کمال حاصل کیا۔ دارالعلوم دیوبند میں حدیث وفقہ کے ساتھ شعبہ تکمیل ادب میں بھی آپ کا ایک گھنٹہ مسلسل رہتا تھا، ایک طویل زمانے تک ''اسالیب الانشاء'' آپ کے زیر درس رہی۔

سلوک ومعرفت

سلوک ومعرفت میں شیخ المشائخ حضرت مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ سے اولاً بیعت فرمائی، پھر حضرت شیخ الحدیثؒ نے آپ کو فدائے ملت حضرت مولانا سید اسعد صاحب مدنی نور اللہ مرقدہ کے حوالے فرمادیا؛ چنانچہ حضرت فدائے ملتؒ کی صحبت میں رہ کر ہی آپ نے اسباقِ سلوک کی تکمیل فرمائی اور حضرت ہی نے آپ کو خلافت

واجازت سے مشرف فرمایا۔

آپ کا باطن آپ کے ظاہر سے بھی زیادہ روشن تھا، باری تعالی نے آپ کو ایک طاہر ومطہر ذکی وذکی نفس عطا فرمایا تھا، بے اعتدالی افراط وتفریط کے درمیان حدود شریعت کی پاس داری کرتے ہوئے اپنے اکابر ومشائخ کے طرز پر نہایت معتدل زندگی آپ نے بسر کی،

تدریسی مراحل

تعلیم سے فراغت کے بعد ۱۹۶۷ء سے ۱۹۷۲ء تک ۵/سال آپ نے صوبہ بہار کے معروف مدرسہ جامعہ قاسمیہ گیا میں اور ۱۹۸۲ء تک گیارہ سال جامعہ اسلامیہ جامع مسجد امروہہ میں تدریسی خدمات انجام دیں، اور مختلف علوم وفنون کی کتابیں آپ کے زیرِ درس رہیں۔

دارالعلوم دیوبند میں

۱۹۸۲ء میں از ہر ہند دارالعلوم دیوبند میں آپ کا تقرر ہوا، اور حدیث، فقہ وادب کی اعلی کتابیں آپ سے متعلق رہیں۔

انداز تدریس

آپ کا درس حشو وزوائد سے پاک، انتہائی سنجیدہ اور عالمانہ ہوتا تھا، زبان صاف ستھری اور ترجمہ نہایت سلیس اور شستہ فرماتے تھے۔

درسگاہ میں آپ وقت پر آتے، پورا گھنٹہ پڑھاتے اور وقت پر تشریف لے جاتے تھے، آپ کا سبق بہت علمی گیرائی والا مگر طلبہ کے لئے نہایت قابل فہم ہوتا، اور عجیب بات یہ تھی کہ ہر بات کو آپ اس کے اصل مصدر سے نقل کر کے لاتے تھے، اور کتاب کے محولہ صفحہ کو کھول کر طلبہ سے پڑھواتے تھے، اس سے ذہین طلبہ میں ذوق تحقیق پیدا ہوتا اور حدیث فہمی دوبالا ہوجاتی۔ طلبہ کو آپ اولاد کی طرح محبوب رکھتے تھے، اور شاگردوں کو آپ سے ایک شفیق باپ سے زیادہ محبت اور وارفتگی تھی، یہ عشق اور محبت ہی تھی کہ بسا اوقات درس کے علاوہ طلبہ آپ کے اردگرد آپ سے چمٹے رہتے تھے اور آپ ان کے سوالوں کا جواب مسکراتے چہرے کے ساتھ دیتے رہتے تھے۔

تحفظ ختم نبوت

اکتوبر ۱۹۸۶ء میں دارالعلوم دیوبند میں سہ روزہ ''عالمی اجلاس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند'' کا انعقاد ہوا، آپ ہی اس کے کنویز تھے، اس موقع پر ''کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت'' کا قیام عمل میں آیا، جس کی نظامت کے لیے باتفاق رائے آپ کو منتخب کیا گیا، جس پر تادم آخر فائز رہے۔ یہ ذمہ داری آپ نے محبت رسول سے سرشار ہوکر بے مثال لگن اور محنت

سے انجام دی، اور پورے ملک میں تحفظ ختم نبوت اور رد قادیانیت کے بارے میں بے شمار پروگرام اور تربیتی اجتماعات میں بنفس نفیس شرکت فرما کر عوام وخواص کی ذہن سازی فرمائی، اور ہر سطح پر اس فتنہ کا تعاقب فرمایا، حقیقت یہ ہے کہ تحفظ ختم نبوت سے متعلق آپ کی جلیل القدر خدمات تاریخ میں یاد رکھی جائیں گی اور آخرت میں آپ کے لیے پیغمبر علیہ السلام کے قرب خاص کا ذریعہ بنیں گی۔ انشاء اللہ۔

یہ تمام خدمات آپ کی ایمانی حمیت، انتھک جدو جہد او بے پناہ جذبہ کا اثر ہے۔ یقیناً آپ ''یقاتلون اہل الفتن'' کے وصف سے ممتاز ''الآخــرون الســابقون'' کی اس جماعت میں شامل تھے، جنہیں ارشادِ نبوی ''لهـم مثـل أجر أولهم'' کا شرف وافتخار حاصل ہے۔

نیابت اہتمام

۱۹۹۷ء سے ۲۰۰۸ء تک ان فرائض وذمہ داریوں کے ساتھ نیابت اہتمام کی ذمہ داری بھی بحسن وخوبی انجام دی۔

معاون مہتمم

شعبان ۱۴۴۱ھ کی مجلس شوریٰ میں حضرت مہتمم صاحب کی درخواست پر باتفاق رائے آپ کو ''معاون مہتمم'' کی ذمہ داری سونپی گئی، جسے آپ نے فوراً بحسن وخوبی انجام دینا شروع کر دیا اور اگلی صبح کو ہی دارالعلوم کے دفتری وقت کے مطابق سب سے پہلے اپنی مسند پر تشریف لے آئے، اور اپنی متعلقہ ذمہ داریوں کو پورا کرنا شروع فرما دیا، آپ کے آنے سے اہتمام کا عملہ بھی اٹینشن ہو گیا، اور اس طرح دارالعلوم کا ایک نیا عہد آپ کے ذریعہ سے دوبارہ شروع ہوا؛ لیکن کسے خبر تھی کہ یہ نئی بہاریں صرف چندروزہ ہیں۔

تصنیف وتالیف

ہجوم کارومشاغل کی بناء پر تصنیف وتالیف کا کوئی معتد بہ ذخیرہ نہیں، تاہم کچھ رسائل ومقالات اور رد قادیانیت کے سلسلے میں کئی محاضراتِ علمیہ ہیں۔ جن میں ٹھوس اور نہایت پختہ ومستحکم دلائل کے ساتھ فتنۂ قادیانیت اور مرزائیت کا تعاقب کیا ہے۔ دارالعلوم دیوبند میں تکمیلات اور اعلیٰ درجات عربی کے طلبہ کے سامنے سال کے اخیر میں ہفتہ واری مجلس میں یہ محاضرات حضرتؒ پیش فرماتے تھے۔

ازدواجی زندگی

۱۹۶۶ء میں شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنی نوراللہ مرقدہ کی صاحبزادی محترمہ ''عمرانہ مدنی مدظلہا'' سے آپ کا عقد مسنون ہوا، شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ نے آپ کا نکاح پڑھایا۔

اولاد واحفاد

اللہ پاک نے آپ کو دو ہونہار سعادت آثار صاحبزادے اور ایک صاحبزادی عطا فرمائی، بڑے صاحبزادے نواسۂ شیخ الاسلام، حضرت مولانا مفتی سیّد محمد سلمان صاحب منصور پوری استاذ حدیث ومفتی جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد ہیں، حضرت مفتی صاحب مدرسہ شاہی میں درس وتدریس اور فتاوی نویسی کے ساتھ مدرسہ شاہی کے مؤقر ماہنامہ ''ندائے شاہی'' کے مدیر اور تقریباً ۲۵ / سے زائد علمی، فقہی، اخلاقی، دعوتی اور اصلاحی کتابوں کے مصنف بھی ہیں، دوسرے صاحب زادے مولانا مفتی قاری سید محمد عفان صاحب منصور پوری ہیں، جنہوں نے دار العلوم دیوبند میں افتاء وتکمیل ادب اور تخصص فی الحدیث سے فارغ ہوکر چار سال مدرسہ شاہی مرادآباد میں تدریسی خدمات انجام دیں اور شوال ۱۴۳۰ھ سے جامعہ اسلامیہ عربیہ جامع مسجد امروہہ میں استاذ حدیث وصدر المدرسین ہیں۔

آپ کے گھرانے کے حفاظ

بفضلہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کے پورے خانوادے کو مالک دوجہان نے قرآنِ کریم سے خاص شغف عطا فرمایا ہے، اسی کی برکات وثمرات ہیں کہ آپ خود جید حافظ قرآن کریم تھے، اور اس وقت آپ کی اولاد واحفاد میں دو بیٹے اور ایک بیٹی، ایک نواسہ اور دو نواسی، چار پوتے اور ایک پوتی یعنی کل ۱۱/ حفاظ کرام ہیں، جو مسلسل قرآن کریم کو پڑھتے اور اس کا حق ادا کرتے رہتے ہیں۔

جمعیۃ علماء ہند اور آپ کی خدمات

حضرت قاری صاحب نور اللہ مرقدہٗ شروع سے ہی جمعیۃ علماء ہند کے پلیٹ فارم سے وابستہ تھے۔ ۱۹۷۹ء میں ملک وملت بچاؤ تحریک کے پہلے دور میں ایک جتھہ کی قیادت کرتے ہوئے گرفتاری دی اور دس دن تہاڑ جیل میں رہے۔ اس کے علاوہ مختلف عہدوں میں جمعیۃ علماء ہند کی مجلس عاملہ میں بحیثیت رکن، مدعو خصوصی شریک ہوکر اپنی قیمتی آرا ومفید مشوروں سے نوازتے رہے۔ جماعتی زندگی کے ایک اہم موڑ پر ۶/ مارچ ۲۰۰۸ء کو مجلسِ عاملہ نے عارضی طور پر آپ کو صدر منتخب کیا گیا، جس پر تادم آخر تقریباً ۱۳/ سال فائز رہے، اور ۵/ اپریل ۲۰۰۸ء میں مجلس منتظمہ نے آپ کو جمعیۃ علماء ہند کا صدر منتخب کیا، آپ کی صدارت اس وقت عمل میں آئی جس وقت جماعت کو کسی صائب الرائے، مدبر، متقی، اور بااثر شخصیت کی سخت ضرورت تھی، آپ کے اندر رائے کی پختگی اور غضب کی قوتِ فیصلہ اللہ رب العزت نے عطا فرمائی تھی، جس بات پر آپ کا سینہ منشرح ہوجاتا تھا، پھر اس سے ایک انچ ہٹنے کو تیار نہیں ہوتے تھے، یقیناً ایک صدر اور اعلیٰ ذمہ دار کے اندر ایسی ہی قوتِ فیصلہ ہونی چاہئے۔

قابل قدر اور لائق تقلید صفات

خالق علم وایمان نے خاندانی شرافت ونجابت اور ظاہری حسن و جمال کے علاوہ آپ کو بے شمار ایمانی و علمی صفات اور ظاہری و باطنی خوبیوں سے نوازا تھا، قدرت نے آپ کے اندر ابتداء آفرینش سے ہی اعلی اخلاق ودیعت کئے، زہد وتقویٰ ایسا دیا کہ اس کی قسم کھائی جا سکے، حب جاہ اور حب مال سے آپ کوسوں دور تھے، تواضع، کسر نفسی، سادگی، عمومیت، جہد مسلسل، عمل پیہم، اونچے حوصلے، اُمت کی بے دینی پر راتوں کو رونا، صبر وتحمل، اللہ کی ذات عالی پر کامل اعتماد وتوکل، مخلوق سے استغناء وبے نیازی کم کھانا، کم سونا، کم بولنا، اپنے کام سے کام رکھنا یہ سب آپ کی امتیازی صفات تھیں، مظلوم اور تڑپتی وسسکتی ہوئی انسانیت کے لئے آپ کے سینے میں ایک ہمدردی رکھنے والا دل تھا جو انسانیت کے لئے آپ کو بے چین کئے رہتا تھا، آپ بے کسوں اور بے بسوں کا بڑا سہارا تھے۔

یقین کی پختگی اور نماز سے شغف

آپ کا ایمان ویقین پختہ راسخ فی القلب، کامل اور مکمل تھا، جس کا اندازہ آپ کی نمازوں کو دیکھ کر ہوتا تھا، ہم نے آپ کو بہت لمبی لمبی نمازیں نہایت اطمینان وسکون کے ساتھ پڑھتے ہوئے دیکھا ہے، نمازوں کی مکمل رکعات پڑھنے کے ساتھ آپ سنن ونوافل میں مسلسل قرآن مجید کا دور فرماتے تھے، ایک کے بعد دوسرا، اور دوسرے کے بعد تیسرا، اور چوتھا، اسی طرح سال بھر میں پچاسوں قرآن کریم آپ نماز کے اندر ختم فرماتے تھے۔

شب بیداری

شب بیداری اور تہجد آپ کا خاص معمول تھا، جو مرتے دم تک زندہ وآباد رہا، خصوصاً طاقت وقوت کے دنوں میں اول وقت سوکر دوڈھائی گھنٹے بعد اٹھ جاتے اور گھنٹوں تہجد اور دعا میں مشغول رہ کر پھر آرام فرماتے اور پھر نماز فجر کے لئے بیدار ہوتے، یہی عین سنت اور نبی اکرم علیہ السلام کا معمول تھا۔ لمبے سفر سے واپسی پر بھی علاوہ معذوری اور بیماری کے سفر کی تکان آپ کے لئے جماعت کی نماز خصوصاً نماز فجر میں کبھی مانع نہ ہوتی تھی۔

شوخ انداز بیان

آپ شیریں کلام اور نرم گفتگو فرماتے تھے، نہایت خوش اسلوبی سے اپنی بات کہتے اور اسے مدلل کرتے چلے جاتے۔ آپ کی گفتگو اونچائی سے اترتے پانی کی طرح دلوں میں اترتی چلی جاتی تھی۔

بیان کے دوران مقرر اور خطیب کی گھن گرج، بے جا جوش وخروش، منہ بنانے والے چہرہ بسوے، ہاتھ پھینکنے سے آپ حد درجہ اجتناب فرماتے تھے، بسا اوقات دیکھا جاتا کہ آپ کے دل میں کوئی درد وغم ہے، جو آبشاروں کی طرح قوتِ بیان کے ساتھ ظاہر ہو رہا ہے، جس سے سامعین خصوصا علمائے کرام ایسے محظوظ ہوتے جیسے ایک مفکر قوم وملت اور جنرل اپنے کارکنان سے خطاب کر رہا ہے، اور اُنہیں کسی خاص مہم کے لئے تیار کر رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو مجاہدوں جیسا جسم عطا فرمایا تھا، الحمد للہ آپ کے تمام اعضاء اخیر دم تک صحیح سلامت توانا وطاقت ور رہے، چنانچہ آپ کو اپنی پیرانہ سالی کے باوجود جمعیۃ علماء کے بڑے بڑے پروگراموں میں دیکھا گیا کہ ۴-۴-۵-۵ گھنٹے مسلسل ایک ہی ہیئت پر بے تکان تشریف فرما ہیں اور سب کی گفتگو بغور سماعت فرما رہے ہیں۔

معاملات کی صفائی

آپ کی پوری زندگی نہایت پاکیزہ صاف ستھری گذری، آپ معاملات کے بڑے صاف تھا، تادم واپسی آپ پر کسی کا بھی کوئی جانی مالی کسی طرح کا حق نہیں تھا۔ کسی کی عیب جوئی، اور نقد وتبصرہ سے آپ باز رہنے والے تھے۔

آپ بہت سے گھریلو کام بھی اہل خانہ کے ساتھ خود ہی انجام دے دیا کرتے تھے، آپ کی داخلی اور خارجی زندگی وقت در وقت اور عمل در عمل کے ساتھ گذر بسر ہوئی۔

اپنے کام سے کام

آپ کا ایک خاص وصف یہ تھا کہ جو کام آپ سے متعلق نہیں ہوتا اس میں قطعاً دخل نہ فرماتے اور جو انتظام وانصرام آپ سے متعلق ہوتا اس میں کوئی ادنی فروگذاشت بھی نہ چھوڑتے، آپ ایک اصولی اور مدبر قسم کے آدمی اور رجال ساز انسان تھے، کسی بھی کام میں آپ کو بے اصولی بے ترتیبی اور کام کو وقت بے وقت کرنا ہرگز پسند نہ تھا۔

عشق نبوی

آپ کے عشق نبوی اور سید الکونین سے محبت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ ایک مرتبہ آپ اپنے سب سے عزیز، مکرم ومحترم فرزند ارجمند، میرے اُستاذ ومرشد، حضرت اقدس مولانا مفتی سید محمد سلمان صاحب منصور پوری کے مکان میں اپنے مخصوص کمرہ میں تشریف فرما تھے کہ اس اثناء میں مدینہ منورہ سے کسی کا فون آگیا علیک سلیک کے بعد جب متکلم نے بتایا کہ میں مدینہ منورہ میں روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوں، تو آپ بات کرتے ہوئے بیٹھے سے اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور آبدیدہ آنکھوں کے ساتھ عرض کیا میرا بھی روضۂ اقدس پر سلام عرض کرنا۔

اسی طرح ایک مرتبہ جنوری ۲۰۱۶ء میں احقر جب سفر عمرہ سے واپسی پر امروہہ میں مولانا مفتی محمد عفان صاحب

دامت برکاتہم کے مکان پر''ابا'' سے ملنے گیا تو آپ اس حقیر مثل خاک پائے اکابر کو دیکھ کر فوراً کھڑے ہو گئے اور از خود مصافحہ ومعانقہ فرمایا، اور عرض کیا کہ مجھے معلوم ہوا تھا کہ آپ عمرہ پر گئے تھے۔

بے مثال مربی

آپ کی تربیت ایک بے مثال تربیت تھی، آپ نے اپنے متعلقین کی کلی اور جزئی ہر اعتبار سے تربیت فرمائی، خصوصاً اپنے خلفین رشیدین اور قمرین منیرین کو علمی گیرائی، فکری وعملی اعتدال، مسلک اکابر دیوبند پر پختگی، اخلاق وآداب، تواضع اور انکساری، اتباع سنت، اللہ ورسول کی محبت اور بے شمار روحانی ونورانی صفات سے خوب بھر دیا تھا، خدا کرے ان کے فیوض وبرکات سے ایک عالم روشن وفیض یاب ہو اور دیر تک ہوتا رہے۔ بارک اللہ فیہما وفیما عندہما، آمین۔

سخاوت اور مہمان نوازی

آپ اعلیٰ درجہ کے سخی، فیاض اور مہمان نواز تھے، اور یہ آپ کے اور حضرت شیخ الاسلامؒ کے پورے خانوادے کی سنت قدیمہ وجاریہ ہے کہ اس خانوادے میں جو بھی وارد یا نو وارد کسی کا مہمان ہوتا ہے وہ دل سے اس کی ضیافت اور تواضع فرماتے ہیں، یہی حال حضرت امیر الہند کا تھا، بارہا دیکھا گیا کہ آپ بذاتِ خود اپنے گھر کی بالائی منزل سے مہمان کے لئے کھانا لاکر پیش کررہے ہیں، کئی مرتبہ اس حقیر کے ساتھ بھی آپ نے اسی طرح تواضع پیش فرمائی۔

آپ کی وقیع تقریظات

مصنفات ومؤلفات پر آپ سے جب تقریظ وتقدیم کی درخواست کی جاتی، تو یوں ہی صفحہ دو صفحہ الٹ پلٹ کر سرسری مطالعہ کے بجائے از اول تا آخر مکمل مطالعہ کرنے کے بعد ہی اس پر اپنا تبصرہ تحریر فرماتے تھے؛ چنانچہ آپ کی تقریظ کتاب مؤلف کے وزن کے بقدر وزن دار ہوتی، مؤلف ومرتب کی بے جا تعریف اور غیر ضروری کلمات لکھنے سے آپ احتراز فرماتے، اور جچا تلا تبصرہ لکھتے، علمی وفقہی اور اعلی مضامین کی کتابوں پر آپ کی تقریظات بڑی وقیع، معنی دار، جامع اور مختصر ہوتی، بسا اوقات آپ کی تقریظ میں مافی الکتاب کا مکمل اجمالی تعارف بھی آجاتا تھا، مضمون کی مناسبت سے آیت قرآنی، حدیث شریف، یا اکابر کی کسی کتاب کی عبارت کا اقتباس بھی آپ اپنی تقریظ میں تحریر فرماتے تھے، جس سے آپ کے اعلیٰ علمی مقام کا اندازہ ہوتا ہے۔

بلند علمی مقام

خالق علم وفضل نے آپ کو بلند علمی مقام عطا فرمایا تھا، تفسیر واصول تفسیر، حدیث واصول حدیث، فقہ واُصول فقہ اور

سیر وتاریخ میں آپ کا مطالعہ بہت گہرا اور اطلاع بہت وسیع تھی، آپ بے شمار احادیث کے حافظ تھے چنانچہ اپنے بیانات ومواعظ میں بھی آپ بہت سی احادیث پڑھتے اور اس کا نہایت سلیس ترجمہ فرماتے تھے۔

الغرض آپ کی شخصیت متضاد مصروفیات کو نہایت خوش اُسلوبی سے جمع کئے ہوئے تھی، ایک وقت میں آپ محدث واعلیٰ درجہ کے کامیاب مدرس ہوتے، اور دوسرے وقت میں جماعتی میدان میں عازم سفر اور پابہ رکاب رہتے، ایک جانب آپ نہایت یکسو اور خلوت میں رہنا پسند کرتے اور دوسری جانب لاکھوں کے مجمع سے خطاب فرماتے تھے؛ لیکن ان سب ہجوم مشاغل کے باوجود آپ کا گھر آپ کی نگاہوں سے کبھی اوجھل نہ رہا، ورنہ عموماً دیکھا گیا ہے کہ کثیر الاستفار بڑے لوگوں سے ان کا گھر اور اولاد ہاتھ سے نکل جاتی ہیں، اس طرح ایک عالم آپ سے نصف صدی سے زائد تک مستفید ہوتا رہا۔ بالآخر وقت موعود آپہنچا اور ۸/شوال المکرّم ۱۴۴۲ھ کو عین جمعہ کی نماز کے وقت میدانتا اسپتال میں ہزراوں محبین ومتعلقین کو روتا بلکتا چھوڑ کر اپنے مالک حقیقی سے جا ملے، اناللہ وانا الیہ راجعون، رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔

وفات

حضرت امیر الہند کا حادثہ وفات ایسے وقت میں مقدر رہوا جس وقت امت مسلمہ اور خصوصاً ہندوستان کو ان کی بہت ضرورت تھی، ابھی جمعیۃ علماء ہند، دار العلوم دیوبند، امارت شرعیہ، اور شعبہ تحفظ ختم نبوت کو ان کی خدمات جلیلہ اور ان کے اہتمام وصدارت کی اور ضرورت تھی، ان کے چلے جانے سے ان سے وابستہ ہر شعبہ اور ہر تحریک وادارہ اپنے آپ کو یتیم سمجھ رہا ہے، اور یوں ٹکٹکی باندھ کر ان کے جنازہ کو جاتا دیکھ کر حسرت ویاس کی نگاہوں سے ان کے فراق پر آنسو بہا رہا ہے۔ خالق جہاں ان کی قبر رحمتوں کی برسات کرے اور خلد بریں میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے، اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے، اور ان کے فیوض کو عام وتام فرمائے، آمین یارب العالمین۔

جان کر من جملہ خاصا نہ مے خانہ تجھے
مدتوں رویا کریں گے جام و پیمانہ تجھے

